بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ✦ عَسٰٓی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
روزنامہ
الفضل
ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی
فون ۴۴۹
ربوہ
جلد ۳۸/۷۳ | جمعرات ۶ شوال المکرم ۱۴۰۴ھ ۵ وفا ۱۳۶۳ ہش ۵ جولائی ۱۹۸۴ء | نمبر ۱۵۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اخبار احمدیہ

۔۔ ربوہ ۴ وفا/جولائی۔ حضرت سیدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ مدظلہا تعالیٰ کی صحت کے بارے میں آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ

"عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر ہے"

احباب کرام خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضرت سیدہ ممدوحہ کو صحت کاملہ وعاجلہ سے نوازے اور برکتوں سے معمور طویل زندگی عطا فرمائے آمین

احبابِ جماعت کے نام:

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کا پیغامِ عید

امیرِ مقامی محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے نام حضور ایدہ اللہ کا ٹیلیگرام

امام جماعت احمدیہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے امیر مقامی ربوہ محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کے نام ایک تار میں عید الفطر کے موقع پر لندن سے جو پیغام ارسال فرمایا ہے وہ ربوہ میں مورخہ ۳ جولائی کو موصول ہوا۔ اس پیغام کا ترجمہ درج ذیل ہے:۔

"براہِ کرم تمام احباب جماعت کو میری طرف سے محبت و شفقت سے معمور السلام علیکم اور عید مبارک پہنچا دیں۔

ہم نے حال ہی میں روحانی احیائے نو کا ایک مہینہ گزارا ہے اس مہینہ کی تکالیف برداشت کرنے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ نے ہمیں عید کی خوشیوں سے نوازا ہے۔ اسی طرح یقیناً اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بھی بہت بڑی عید سے نوازے گا۔ اللہ تعالیٰ کی خاطر جو اذیتیں برداشت کی جا رہی ہیں اس کے نتیجہ میں آج کے اس دورِ ابتلاء میں دنیا بھر کے احمدیوں نے زبردست اخلاص، وفا اور استقامت کا مظاہرہ کیا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی نہیں چھوڑے گا۔ آخر کار حقیقی عید آپ ہی کو عطا ہوگی۔ (انشاء اللہ)"

مرزا طاہر احمد

امام جماعت احمدیہ

محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی علالت اور خصوصی دعاؤں کی تحریک:

مکرم ڈاکٹر لطیف احمد قریشی صاحب چیف میڈیکل آفیسر فضل عمر ہسپتال ربوہ اطلاع دیتے ہیں۔

"محترم صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب بعارضہ دل صاحب فراش ہیں۔ جس کی وجہ سے بہت تشویش ہے احباب جماعت درد دل سے حضرت صاحبزادہ صاحب کی صحت کاملہ اور درازی عمر کیلئے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنا فضل فرمائے اور محترم صاحبزادہ صاحب کو شفائے کاملہ و عاجلہ دے۔"

محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ منیر صاحبہ فضل عمر ہسپتال ربوہ آج کل جگر کی خرابی کی وجہ سے علیل ہیں اور علاج کی غرض سے کراچی میں مقیم ہیں۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ ان کی صحت کاملہ و عاجلہ کے لیے دعا کریں۔

عمر ناپائیدار پر بھروسہ عقلمند کا کام نہیں

"عمر ناپائیدار پر بھروسہ کرنا دانشمند کا کام نہیں ہے۔ موت یونہی آکر نازل ہو جاتی ہے اور انسان کو پتہ بھی نہیں لگتا جب کہ انسان اسی طرح پر موت کے پنجہ میں گرفتار ہے پھر اس کی زندگی کا خدا تعالیٰ کے سوا کون ذمہ دار ہو سکتا۔ اگر زندگی خدا کے لیے ہو تو اسی کی حفاظت کرے گا۔ بخاری میں حدیث ہے کہ جو شخص خدا تعالیٰ سے محبت کا رابطہ پیدا کر لیتا ہے خدا تعالیٰ اس کے اعضاء ہو جاتا ہے۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ اس کی دوستی یہاں تک ہوتی ہے کہ میں اس کے ہاتھ پاؤں وغیرہ حتیٰ کہ اس کی زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بولتا ہے۔ (ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۱۸۲)

فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ

پبلشر: مسعود احمد، پرنٹر: سید عبد الحی، مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ، مقام اشاعت دفتر الفضل دار الرحمت غربی ربوہ، قیمت ۵۵ پیسے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ

۶ر شوال ۱۴۰۴ھ
۵ر وفا ۱۳۶۳ ہش

دین میں بگاڑ کی ایک واضح علامت

دین میں بگاڑ کی ایک واضح علامت یہ ہوتی ہے کہ لوگوں کا رجحان دین کی بجائے دنیا کی طرف زیادہ ہو جاتا ہے یعنی لوگ دنیوی مفاد کو دینی مفاد پر ترجیح دینے لگتے ہیں حتیٰ کہ ان کی تمام تگ و دو دنیا کمانے تک محدود ہو جاتی ہے اور دینداری ان میں برائے نام رہ جاتی ہے۔ یہ صورت حال بہت خطرناک ہوتی ہے اور اس کا انجام بجز اس کے اور کچھ نہیں ہوتا کہ دین کے نام پر بے دینی پھیلتی چلی جاتی ہے اور معاشرہ میں فساد و بگاڑ بڑھتا چلا جاتا ہے اور بالآخر گمراہی ڈیرے جما لیتی ہے۔ اس فساد و بگاڑ کو روکنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے سب سے زیادہ زور اس بات پر دیا ہے کہ دنیا آخرت کے مقابلہ میں متاعِ قلیل کی حیثیت رکھتی ہے۔ انسان کی فلاح اس میں ہے کہ وہ متاعِ قلیل یعنی دنیا کو اپنا منتہائے مقصود نہ بنائے بلکہ اس متاعِ قلیل سے اس رنگ میں فائدہ اٹھائے کہ وہ فلاحِ اُخروی پر منتج ہو یعنی دنیا کمانے اور دنیوی اموال سے فائدہ اٹھانے میں بھی منتہائے مقصود اخروی فلاح ہی ہونی چاہیئے۔

اس حقیقت پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بڑی وضاحت سے بار بار روشنی ڈالی ہے تاکہ یہ امر لوگوں کے اچھی طرح ذہن نشین ہو سکے کہ دنیا کو منتہائے مقصود بنانے میں خسارہ ہی خسارہ ہے جبکہ اُخروی فلاح کو منتہائے مقصود بنانے میں فائدہ ہی فائدہ ہے۔ اُخروی فلاح کو منتہائے مقصود بنانے سے انسان کی دنیا بھی سنورتی ہے اور آخرت بھی محمود ہوتی ہے اور انسان ہر لحاظ سے فائدہ میں رہتا ہے۔ مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں دنیا اور اس کی زینتوں کو لہو و لعب قرار دیا ہے اور اس کے انجام سے بہت زوردار الفاظ میں خبردار فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے:۔

مَنْ كَانَ يُرِيْدُ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا وَزِيْنَتَهَا نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ فِيْهَا وَهُمْ فِيْهَا لَا يُبْخَسُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ لَيْسَ لَهُمْ فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوْا فِيْهَا وَبٰطِلٌ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ (ھود آیات ۱۶-۱۷)

ترجمہ:۔ جو (لوگ اس) دنیوی زندگی (کے سامان) اور اس کی زینت کو (اپنا) مقصود بنائیں گے انہیں ہم ان کے اعمال (کے پھل) اسی (زندگی) میں پورے دے دیں گے اور انہیں اس میں سے کم نہیں دیا جائے گا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں (دوزخ کی) آگ کے سوا اور کچھ نہیں ہوگا۔ اور جو کچھ انہوں نے اس (دنیوی زندگی) کی خاطر کیا ہوگا وہ اس میں (یعنی آخرت کی زندگی) میں بالکل بے سود ہو جائیگا اور جو کچھ وہ کرتے رہے ہوں گے وہ تباہ ہو جائے گا۔

اسی لئے ایسے لوگوں کو جو دنیوی زندگی کی خاطر آخرت کو فراموش کر دیتے اور اپنے آپ کو خسرانِ مبین میں مبتلا کر لیتے ہیں اور پھر گمراہی میں ملوث ہونے کے باوجود اپنے آپکو دیندار گردانتے ہیں، اللہ تعالیٰ مزید خبردار کرتے ہوئے فرماتا ہے:۔

اَرَضِيْتُمْ بِالْحَيٰوةِ الدُّنْيَا مِنَ الْاٰخِرَةِ ۚ فَمَا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا فِي الْاٰخِرَةِ اِلَّا قَلِيْلٌ ۔

(التوبہ آیت ۳۸)

ترجمہ:۔ کیا تم آخرت کے مقابلہ میں دنیا کی زندگی کو پسند کرتے ہو (اور اس پر راضی ہو گئے ہو)؟ (اگر ایسا ہے) تو یاد رکھو کہ دنیا کی زندگی کا سامان آخرت کے مقابلہ میں صرف ایک حقیر چیز ہے۔

برخلاف اس کے جو لوگ دنیوی زندگی کو نہیں بلکہ اُخروی زندگی کو اپنا منتہائے مقصود بناتے ہیں اور اس دنیا میں ایسے اعمال بجا لاتے ہیں جو اُخروی فلاح پر منتج ہوں۔ ان کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ایسے لوگ دنیا میں بھی گھاٹے میں نہیں رہیں گے اور آخرت میں بھی گھاٹے سے محفوظ ہوں گے۔ یہی نہیں بلکہ انہیں دنیا اور آخرت میں فوزِ عظیم سے ہمکنار کیا جائے گا۔ اسی لئے فرمایا:۔

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ ۝ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ لَا تَبْدِيْلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ ۚ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيْمُ ۝ (یونس آیت ۶۵)

ترجمہ:۔ وہ لوگ جو ایمان لائے اور انہوں نے تقویٰ کو ہمیشہ لازم حال رکھا ان کے لئے (اس) دنیا کی زندگی میں (بھی خدا کی طرف سے) بشارت (پانے کا انعام) مقرر ہے اور بعد والی زندگی میں بھی۔ اللہ کی (فرمودہ) باتوں میں (قطعاً) کوئی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ یہی (وہ کامیابی ہے جو) بڑی عظیم الشان کامیابی (کہلا سکتی) ہے۔

ان آیات سے ظاہر ہے کہ گمراہی کی اصل جڑ دنیا کی محبت ہے۔ جب لوگوں اور قوموں پر دنیا کی محبت غالب آجاتی ہے تو وہ خدا اور اس کے دین سے دور

(باقی دیکھیں ص۷ پر)

وفا کی شمعیں جلاؤ ....

وفا کی شمعیں جلاؤ بڑا اندھیرا ہے
دعاؤ راہ دکھاؤ بڑا اندھیرا ہے
کہیں بھٹک کے نہ رہ جائے کارواں اپنا
جلاؤ دل کا الاؤ بڑا اندھیرا ہے
کسی کے قدموں کے چھوڑے ہوئے نشانوں کو
چراغِ راہ بناؤ بڑا اندھیرا ہے
حضورِ خلق کو اُمید کے ستارے کی
کوئی کرن ہی دکھاؤ بڑا اندھیرا ہے
بڑا اندھیرا ہے کچھ روشنی تبسم کی
کہیں سے ایسے میں لاؤ بڑا اندھیرا ہے
"خدا بڑا ہے محمدؐ ہے نامہ بر اس کا"
کہاں ہو ایسی صدا دو بڑا اندھیرا ہے

(میجر منظور احمد (ریٹائرڈ) ساہیوال)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سیدنا حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی

پاکیزہ سیرت کی جھلکیاں

(۳)

(تقریر محترم مولانا غلام باری صاحب سیف ۔ برموقعہ جلسہ سالانہ ۱۹۸۳ء)

والدین کے حقوق

آپ اپنی طبیعت کے خلاف والد صاحب کے کہنے پر مقدمات کی بھی پیروی کرتے رہے۔ لیکن آپ نے اس بارہ میں بھی بہت نیک مثال قائم فرمائی مقدمات کے دوران کبھی بھی ذرہ بھر سچائی سے انحراف نہیں کیا۔ ایک بار آپ کے والد محترم کا اپنے موروثیوں سے درخت کاٹنے پر تنازعہ ہوگیا۔ آپ کے والد صاحب کا نظریہ یہ تھا کہ زمین کے مالک ہونے کی حیثیت سے درخت بھی ہماری ملکیت ہیں۔ اس لیے انہوں نے موروثیوں پر دعویٰ دائر کر دیا۔ حضور کو مقدمہ کی پیروی کے لیے گورداسپور بھیجا۔ راستہ میں ایک جگہ آپ ستانے کے لیے بیٹھے تو آپ نے اپنے ساتھیوں سے کہا "والد صاحب یونہی فکر کرتے ہیں درخت کھیتی کی طرح ہوتے ہیں۔ یہ غریب لوگ ہیں اگر کاٹ لیا تو کیا حرج ہے"۔ مجسٹریٹ نے موروثیوں سے اصل معاملہ پوچھا تو انہوں نے بلا تامل جواب دیا کہ خود مرزا صاحب سے دریافت کر لیا جائے۔ مجسٹریٹ کے پوچھنے پر آپ نے فرمایا کہ میرے نزدیک تو درخت کھیتی کی طرح ہیں جس طرح کھیتی میں ہمارا حصہ ہے۔ ویسے ہی درختوں میں بھی ہے۔ چنانچہ مجسٹریٹ نے فیصلہ موروثیوں کے حق میں دے دیا۔

ایک بار مقدمہ کی پیروی کے لیے تشریف لے گئے۔ نماز کا وقت ہوا تو آپ نے کچہری میں نماز شروع کر دی۔ چپڑاسی نے آواز دی لیکن آپ نماز میں مصروف رہے۔ نماز ادا کرنے کے بعد آپ حاکم کی عدالت میں تشریف لے گئے تو اس نے کہا میں تو آپ کو ڈگری دے چکا ہوں۔ (حیات حضرت اقدس۔ ناقل، جلد اوّل صفحہ ۵۰ مصنفہ عرفانی الکبیر)

ایک بار آپ اپنے والد صاحب کے مقدمہ کی پیروی کر رہے تھے۔ مقدمہ خارج ہوگیا۔ تو آپ بانیٔ سلسلہ نے کسی کے دریافت کرنے پر فرمایا۔

"مقدمہ تو خارج ہوگیا ہے مگر خدا تعالیٰ کا شکر ہے کہ آئندہ اس کا سلسلہ ختم ہوگیا۔" (ایضاً جلد اوّل صفحہ ۵۷)

کتاب البریہ میں حضور فرماتے ہیں:

"میرے والد صاحب ..... چاہتے تھے کہ میں دنیوی امور میں ہردم غرق رہوں۔ جو مجھ سے نہیں ہوسکتا تھا۔ مگر تاہم میں خیال کرتا ہوں کہ میں نے نیک نیتی سے نہ دنیا کے لیے بلکہ محض ثواب اطاعت حاصل کرنے کے لیے اپنے والد صاحب کی خدمت میں اپنے تئیں محو کر دیا تھا۔ اور ان کے لیے دعا میں بھی مشغول رہتا تھا۔ اور وہ مجھے دلی یقین سے برّا بالوالدین" جانتے تھے۔ اور بسا اوقات کہا کرتے کہ میں صرف ترحم کے طور پر اپنے اس بیٹے کو دنیا کے امور کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ ورنہ میں جانتا ہوں کہ جس طرف اس کی توجہ ہے یعنی دین کی طرف صحیح اور سچی بات یہی ہے۔ ہم تو اپنی عمر ضائع کر رہے ہیں۔

(کتاب البریہ صفحہ ۱۵۱ تا صفحہ ۱۵۲ حاشیہ)

جب آپ والد محترم کے منشا سے سیالکوٹ میں ملازم تھے۔ ایک روز آپ کی والدہ محترمہ نے حیات نامی حجام کے ہاتھ آپ کو چار جوڑے کپڑوں کے بھجوائے۔ حضور نے ایک جوڑا تو اس حجام کو دیدیا۔ حالانکہ والدہ محترمہ نے خاص اہتمام سے آپ کے لیے تیار کروائے تھے۔ حجام نے برسبیل تذکرہ آپ سے عرض کیا کیا آپ کو یہ ملازمت پسند ہے۔ آپ نے فرمایا "قید خانہ ہی ہے"

اور پھر آپ نے والد صاحب سے اجازت لے کر ملازمت چھوڑ دی۔

احباب غور فرمائیں "قید خانہ کی زندگی اختیار فرمائی۔ والد محترم کے حکم کی تعمیل میں اور اس ملازمت میں خدا کی جو حکمت تھی وہ آپ نے کتاب البریہ میں فرما دی کہ مجھے دو تجربے ہوئے ایک یہ کہ ملازمت پیشہ کسی حد تک اپنے فرائض دیانت داری سے ادا کرتے ہیں۔ اکلِ حلال کا کس حد تک خیال رکھتے ہیں۔ آپ کا تجربہ اس بارہ میں منفی تھا۔ اس ملازمت کے دوران آپ نے سیالکوٹ کے اہلِ علم پر جو نیک اثر چھوڑا وہ علامہ اقبال کے استاد شمس العلماء مولانا سید میر حسن صاحب کے بیان میں موجود ہے۔

۱۔ اپنے مضمون کے لحاظ سے مجھے یہاں صرف یہ بیان مقصود تھا کہ کس طرح اپنی طبیعت کے میلان کے خلاف آپ نے اطاعت والدین کی دریا کی قعر میں جا کر بھی آپ نے اپنے دامن کو محفوظ رکھا۔ اور ان کے لیے دعا کرتے رہے اور اطاعت والدین میں اس وقت تک قید خانہ میں رہے جب تک والد محترم نے اجازت نہیں دی۔ آج آپ کے والد محترم کی روح یقیناً خوش ہوتی ہوگی کہ جس بچے کے دستِ نگر رہنے کی اور یہ کہ وہ کہاں سے کھائے گا؟ آپ کو فکر تھی آج ایک وقت میں لاکھوں لوگ ان کے دسترخوان کے خوشہ چیں ہیں۔ اور جس سعادت مند بیٹے نے یہ کہا تھا مجھے دو جوڑے کھدر کے سال میں کافی ہیں۔ آج بادشاہ ان کے کپڑوں سے برکت حاصل کر رہے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے آپ سے فرمایا تھا ؎ "جے تو میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو"

مریدوں کا حق

مرید تو کہتے ہی ارادت مند کو ہیں یا گر ارادت نہیں تو مرید کی زبر سے وہ مُرید یعنی سرکش ہے۔ وہ تو بیعت کر کے اپنے آپ کو بیچ دیتا ہے۔ وہ خدا کی رضا کی خاطر بے جان لاشے کی مانند اپنے آپ کو مرشد کے قدموں میں ڈال دیتا ہے اس لیے اس عنوان کے کیا معنے۔ لیکن اس رشتہ کا جواز شاید سب رشتوں اور حق سے زیادہ دلچسپ اور دلآویز ہو۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

خِیَارُ اَئِمَّتِکُمْ تُحِبُّوْنَھُمْ وَیُحِبُّوْنَکُمْ۔

تمہارے بہتر امام وہ ہیں جن سے تم محبت کرتے ہو اور وہ تم سے محبت کرتے ہیں۔

عربی میں مضارع حال اور مستقبل دونوں زمانوں پر حاوی ہوتا ہے اس لیے یہ معنے بھی درست ہیں جن سے تم محبت کرو گے اور وہ تم سے محبت کریں گے۔

سماعت فرمائیے حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ کا کیا تصور تھا اپنے مریدوں کے معاشرت کے بارہ میں۔ آپ ان کا کیا حق سمجھتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"میری بڑی آرزو ہے کہ ایسا مکان ہو کہ چاروں طرف ہمارے احباب کے گھر ہوں اور درمیان میرا گھر ہو۔ اور ہر ایک گھر میں میری ایک کھڑکی ہو کہ ہر ایک سے واسطہ رابطہ رہے۔"

(سیرت حضرت اقدس۔ از مولوی عبدالکریم صاحب صفحہ ۲۴)

آپ اپنے مریدوں کے لیے بمنزلہ مادر مہربان کے تھے۔

۱۹۰۴ء کا واقعہ ہے آپ کے مخلص مرید حضرت مفتی محمد صادق صاحب بہت بیمار ہوگئے۔ ان کی والدہ محترمہ قادیان آئی ہوئی تھیں۔ انہوں نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے بیٹے کی صحت کے لئے دعا کی درخواست کی۔ حضور نے فرمایا ہم تو ان کے لئے دعا کرتے ہی رہتے ہیں آپ کو خیال ہوگا کہ صادق آپ کا بیٹا ہے اور آپ کو بہت پیارا ہے لیکن میرا دعویٰ ہے کہ وہ مجھے آپ سے زیادہ پیارا ہے۔"

(ذکر حبیب از مفتی صاحب صفحہ ۳۲۵)

اس کی عملی تفسیر یہ تھی کہ مفتی صاحب قادیان آتے ہیں۔ تو حضور ان کے لئے خود کھانے کی سینی اٹھا کر لا رہے ہیں۔ آپ کا جوتا گم ہوگیا تو حضور نے گھر سے اپنا جوتا بھجوا دیا۔ ان کے وضو کے لئے خود لوٹے میں پانی لا رہے ہیں وہ لاہور بیمار تھے تو ان کے گھر عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔ آم کے موسم میں ٹوکرا آموں کا منگوایا اور مفتی صاحب کے سامنے رکھتے ہوئے فرمایا یہ میں نے آپ کے لئے منگوایا ہے۔

ایک اور واقعہ ملاحظہ فرمائیے کیا آج یہ سلوک باپ بھی کمانے والے بیٹوں سے کرتا ہے؟ حضرت مولوی عبداللہ صاحب سنوری بیان کرتے ہیں کہ وہ اور حضرت منشی ظفر احمد صاحب ایک بار قادیان آئے ہوئے تھے۔ میں نے ان کے لئے اور انہوں نے میرے لئے جانے کی اجازت مانگی تو حضور نے فرمایا۔ کہ ابھی ٹھہریں کیا جلدی ہے۔ اس دوران مجھے گھر سے بیٹے کی ولادت کا خط آیا۔ میں نے حضور کی خدمت میں وہ خط پیش کر کے جانے کی اجازت چاہی حضور نے فرمایا۔ اس غرض کے لئے جانا لازمی نہیں! آپ ساتویں دن ہمیں یاد دلا دیں۔ اور گھر خط لکھ دیں کہ ساتویں دن اس کے بال منڈوا دیں۔ پھر ساتویں روز حضور نے دو بکرے منگوا کر میرے بچے کا عقیقہ کر دیا اور فرمایا گھر خط لکھ دو۔ (اصحاب احمد جلد ۴ صفحہ ۹۵)

آپ نے دیکھا کس طرح حق ادا کرتے تھے مرشد اپنے ارادتمندوں کا۔

حضرت منشی ظفر احمد صاحب کا واقعہ سنئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قادیان آئے ہوئے تھے۔ سید آ پہنچی وہ صرف ایک پگڑی لے کر آئے تھے۔ وہ میلی ہو گئی۔ انہوں نے چاہا کہ بازار جا کر پگڑی خرید لاؤں آپ بازار کو چل دیئے۔ حضور کی نظر ان پر پڑ گئی۔ دریافت فرمایا کہاں جا رہے ہو؟ عرض کی حضور صبح عید ہے۔ میری پگڑی صاف نہیں ہے۔ بازار پگڑی خریدنے جا رہا ہوں حضور نے وہیں کھڑے کھڑے اپنا عمامہ شریف اتار کر مجھے دے دیا۔ فرمایا یہ آپ کو پسند ہے۔ آپ لے لیں۔ میں دوسرا باندھ لیتا ہوں۔"

اے مولیٰ و آقا! آپ سے ان اخلاق کا ظہور ہوا جو اس وقت دنیا سے ناپید تھے۔ آپ نے پھر وہ زمانہ دہرایا جسے ہم حدیثوں میں مطالعہ کرتے ہیں۔ جب میرے آقا نے ایک بدو کے مانگنے پر اپنے جسم کی چادر اسے عنایت فرما دی اور جب صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے کہا کہ تم نے یہ کیا کیا تمہیں پتہ نہیں کہ حضورؐ کے پاس کوئی فالتو چادر نہیں؟ تو اس نے کہا کہ میں نے تو اپنے کفن کے لئے یہ مبارک چادر لی ہے۔

دشمنوں کا حق

کیا آج کی دنیا میں دشمن کا کوئی حق تسلیم کیا جاتا ہے آج تو اپنوں کو بیگانے قرار دینے والے دکھائی دیتے ہیں۔ اور اپنوں سے حسن سلوک تو آسان امر ہے دشمنوں سے حسن سلوک دل گردے والے کا کام ہے۔ عالی حوصلہ اور وسیع ظرف رکھنے والا ہی دشمنوں سے حسن سلوک کر سکتا ہے۔ سچ پوچھئے تو خدا کے بندوں کا کوئی دشمن ہوتا ہی نہیں۔ ان کا سینہ اس آیت کا مصداق ہوتا ہے۔

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ إِخْوَانًا عَلَىٰ سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ۔

کہ جنتیوں کی یہ کیفیت ہو گی کہ ہم نے ان کے سینوں سے ہر قسم کا کینہ نکال دیا ہے وہ آمنے سامنے بھائی بن کر چھپر کھٹوں پر تشریف فرما ہوں گے۔

آج جن کے حقوق العباد کا ذکر کر رہا ہوں وہ فرماتے ہیں:-

"میں تمام مسلمانوں اور عیسائیوں اور ہندوؤں اور آریوں پر یہ بات ظاہر کرتا ہوں کہ دنیا میں میرا کوئی دشمن نہیں۔ میں بنی نوع سے ایسی محبت کرتا ہوں کہ جیسے ایک والدہ مہربان اپنے بچوں سے کرتی ہے بلکہ اس سے بڑھ کر۔ میں صرف ان کے باطل عقائد کا دشمن ہوں۔ انسان کی ہمدردی میرا فرض ہے۔" (اربعین نمبر ۱ صفحہ ۲)

لیکن جگ کا وطیرہ تو یہی ہے کہ اپنائے دنیا ان کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ وہ ان کے درپے آزار ہو جاتے ہیں وہ ان کی دشمنی میں ہر حد کو پھلانگ جاتے ہیں۔ آپ کا ہم مکتب جو دین کے لئے آپ کی جانی مالی قلبی نصرت کو بے مثال کہتا تھا۔ فتویٰ تکفیر کا بانی ہو جاتا ہے۔ عیسائی حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ پر اقدام قتل کا ہر اسر کیوں مقدمہ کھڑا کرتے ہیں اور یہ دیوبند کا نمائندہ عیسائیوں کی مدد کے لئے عدالت میں گواہ بن کر پیش ہوتا ہے اور مقدمہ کا دستور ہے کہ گواہ کی گواہی کو کمزور ثابت کرنے کے لئے اس کی حیثیت اور مقام کے بارہ میں سوال کئے جاتے ہیں جب وہ شخص گواہی کے لئے کھڑا ہوا۔ تو حضور کے وکیل نے اس کے حسب و نسب کے بارہ میں سوال کرنا چاہا حضور نے فرمایا میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دیتا اور جلدی سے آگے بڑھ کر ان کے منہ کے آگے ہاتھ کیا تا ان کی زبان سے کوئی نامناسب لفظ نہ نکل جائے۔ وہ شخص آپ کو تختہ دار پر کھینچنا چاہتا ہے لیکن آپ ہیں کہ اس کے حسب و نسب پر سوالات کرنے سے منع فرماتے ہیں

؎ ببین تفاوت راہ از کجا است تا بکجا

محدثین نے ان حقوق کے بارہ میں ایک باب ماجاء فی حسن العہد یعنی پاس عہد کے بارہ میں بھی باندھا ہے اور حضرت بانی سلسلہ کے پاس عہد کا اس شعر سے اندازہ فرمائیے جس میں آپ ان مولوی صاحب کو مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

قَطَعْتَ وِدَادًا غَرَسْتَاهُ فِي الصِّبَا
وَلَيْسَ فُؤَادِي فِي الْوِدَادِ يُفَصِّرُ

تو نے اس محبت کے درخت کو اپنے ہاتھ سے کاٹ دیا ہے جو ہم نے ابتداء سے اپنے دل میں نصب کیا تھا۔ مگر اے مخاطب میرا دل تو کسی صورت میں محبت میں کوتاہی اور کمی کرنے والا نہیں۔

اس ضمن میں ایک اور واقعہ سماعت فرمائیے ایک بار ایک مولوی صاحب قادیان آئے۔ حضرت بانی سلسلہ سے آپ کے عقائد کے بارہ میں بحث کی۔ وہ عاجز آ گیا تو خاموش ہو گیا اس پر حضور نے فرمایا کیا آپ سمجھ گئے اس نے کہا جی میں سمجھ گیا ہوں کہ آپ دجال ہیں۔ کیونکہ دجال کے بارہ میں یہ آیا ہے کہ وہ بحث میں دوسروں کا منہ بند کر دے گا۔ حالانکہ حدیث میں یہ ہے کہ مہدی دجال کو دلائل کے میدان میں شکست دیگا جب یہ جملہ معترضہ تھا حضور گھر تشریف لے گئے تو اس نے ایک رقعہ حضور کی خدمت میں بھیجا کہ میں ضرورت مند ہوں کچھ سلوک میرے ساتھ کرنا چاہئے۔ حضور نے فوراً اسے پندرہ روپے بھجوا دیئے۔ اس شخص نے امرتسر جا کر ایک اشتہار شائع کروایا کہ میں نے ان کے منہ پر یہ کہا لیکن انہوں نے مجھ سے یہ سلوک کیا اور اگر وہ ذکر نہ کرتا تو کسی کو حضور کے اس سلوک کا پتہ بھی نہ چلتا۔ سچ کہا کسی نے

؎ اَلْإِنَاءُ يَتَرَشَّحُ مِمَّا فِيهِ

برتن سے وہی باہر آتا ہے جو اس کے اندر ہوتا ہے۔

آپکے دامن میں تو خیر ہی خیر تھی اپنوں کے لئے بھی اور بیگانوں کے لئے بھی۔

حرف آخر

خدا کے یہ مامور جب اس آب و گل کی دنیا میں آتے ہیں تو ہر طرف نور بکھیر دیتے ہیں۔ یہ صفحہ ہستی خدا کے نور سے منور ہو جاتی ہے دل خدا کے آستانہ پر جھک جاتے ہیں۔ اس خود غرض اور مفاد پرست دنیا کے صحراؤں میں ہر طرف اخلاق کے پھول کھل جاتے ہیں۔ مخلوق کا رشتہ پھر خالق سے استوار ہو جاتا ہے اور جب یہ اس دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو عاشقوں کے لئے ہر طرف اندھیرا چھا جاتا ہے۔

پس ذکر حبیب کی غرض حبیب سے اپنی محبت کو پھر تازہ کرنا اور منانا ہے کہ

؎ ذکر حبیب کم نہیں وصل حبیب سے

ان بھلے دنوں کا ذکر ان لمحات کی یاد اور انہیں آواز دینا ہے۔

؎ غزل اس نے چھیڑی مجھے ساز دینا
ذرا عمر رفتہ کو آواز دینا

ان واقعات کو سننے والو! احمدیت کے جاں نثارو! ذکر حبیب کی ایک غرض یہ ہے تاہم ان روایات کو زندہ رکھیں ہم پھر سے انسانیت کو زندہ کریں۔ ہم پھر سے انسان کو اس کا مقام دیں ہم اپنے چلن اور روش کا محاسبہ کریں۔ دیکھئے یہی تاثر اس حبیب کے ایک حبیب نے لیا۔

۱۸۹۷ء کا واقعہ ہے حضرت مفتی محمد صادق صاحب قادیان آئے۔ اس وقت بیت مبارک بہت چھوٹی تھی اور حضور کے گھر کی کھڑکی اس میں کھلتی تھی۔ حضرت مفتی صاحب کو حضور نے وہاں بٹھایا اور فرمایا میں آپ کے لئے کھانا لاتا ہوں کھڑکی کھلی مفتی صاحب کیا دیکھتے ہیں کہ حضور ایک سینی میں کھانا لا رہے ہیں۔ آقا نے کھانا غلام کے سامنے رکھ دیا اور فرمایا آپ کھانا کھائیے میں پانی لاتا ہوں۔ مفتی صاحب فرماتے ہیں۔ یہ ماجرا دیکھا تو بے اختیار رقت سے میرے آنسو نکل آئے کہ جب حضرت ہمارے مقتداء و پیشوا ہو کر ہماری یہ خدمت کرتے ہیں تو ہمیں آپس میں ایک دوسرے کی کس قدر خدمت کرنی چاہیئے۔

اس ذکر حبیبؐ کی مجلس کی یہی غرض ہے

اے اللہ تیری رحمت کا واسطہ گردش ایام کو حکم دیجئے کہ ان بھلے دنوں کو پھر واپس لے آئے۔ پھر وہی صبح و شام احمدیت پر سایہ فگن ہوں۔ وہ پھول جو چمنستان انسانیت میں حضرت بانی سلسلہ نے اگائے تھے۔ ان کی مہک سے پھر یہ عالم معطر ہو جائے۔ کہ

حسن روئے تو بہ از صد آفتاب و ماہتاب
خاک کوئے تو بہ از نافہ مشک تتار

کہ اس کے چہرے کا حسن آفتاب و ماہتاب سے بہتر ہے۔ اور اس کے کوچہ کی خاک مشک کی خوشبو سے بہتر ہے۔

و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

جماعت کو نصیحت:

حضرت بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں:-

"میں بڑی تاکید سے اپنی جماعت کو جہاں کہیں وہ ہیں منع کرتا ہوں کہ وہ کسی قسم کا مباحثہ، مقابلہ اور مجادلہ نہ کریں۔ اگر کہیں کسی کو کوئی درشت اور ناملائم بات سننے کا اتفاق ہو تو اعراض کرے۔ میں بڑے وثوق اور سچے ایمان سے کہتا ہوں کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ہماری تائید میں آسمان پر خاص تیاری ہو رہی ہے۔"

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۸۱)

(نظارت اصلاح و ارشاد)

مالی قربانی اخلاص کے مطابق پھل لاتی ہے

سیدنا حضرت فضل عمر فرماتے ہیں:-

"مومن کی قربانی اس بیج کی طرح ہوتی ہے جو کہ پھولتا پھلتا اور بار بار پھل لاتا ہے اگر ایک شخص اخلاص کے ساتھ "تحریک جدید" میں حصہ لیتا ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہیئے کہ آئندہ سال اسے پہلے سے زیادہ قربانی کی توفیق ملے۔"

اللہ تعالیٰ ہم سب کو نئے تقاضوں کے پیش نظر بڑھ چڑھ کر قربانی پیش کرنے کی توفیق دے۔ (آمین)

(وکیل اعمال اول)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تذکرہ صحابہؓ

حضرت زید بن حارثؓ اور حضرت اسامہ بن زیدؓ

وفا شعاروں کا ایک خاندان

(مکرم عبدالکریم شرما صاحب ۔ سابق انچارج مربی کینیا ۔ یوگنڈا و تنزانیہ)

حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہؓ نے نورِ نبوت سے براہ راست فیض پایا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحبت اور تربیت نے ان کی روحانی اور اخلاقی اور طبعی استعدادوں میں جلا پیدا کی ۔ اس لیے ان کے سوانح بعد میں آنے والوں کے لیے مشعلِ راہ ہیں ۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ۔

وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ کہ اگر تو فلاح چاہتا ہے تو ان کے نمونہ کو نظر انداز نہ کر ۔

آنحضرتؐ نے بھی فرمایا:۔

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّهِمْ اِقْتَدَیْتُمْ اِهْتَدَیْتُمْ

میرے اصحاب آسمانِ روحانیت کے ستارے ہیں ۔ تم جس کے نقشِ قدم پر چلو گے راہِ ہدایت پاؤ گے ۔

صحابہؓ کے سوانح نگاروں نے لکھا ہے کہ بہت سے فضائل ایسے ہیں جو کم و بیش سب صحابہؓ میں پائے جاتے ہیں ۔ مثلاً توحید کے قیام کے لیے جدّ و جہد ۔ شرک اور کفر سے شدید نفرت ۔ غیرت دینی ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ عقیدت اور جذبہ اطاعت اور بے دریغ قربانی کے لیے آمادہ ہونا ۔ یہ ایسی خصوصیات ہیں جو ہر صحابیؓ کی سیرت کا حصہ ہیں لیکن اکابر صحابہؓ میں بعض ایسے بھی ہیں جو بعض مخصوص صفات کی بنا پر ممتاز ہیں یہ صفات ان کی خصوصیات شمار ہوتی ہیں ۔

حضرت زیدؓ بن حارثہ ان جلیل القدر صحابہؓ میں سے تھے ۔ نو سال میں وہ پہلے ایمان لائے ان کی زندگی کا سب سے روشن باب وفا شعاری ہے ۔ ان کی بیوی ام ایمنؓ اور لڑکے اسامہؓ بھی اسی صفت سے متصف تھے اس وجہ سے یہ خاندان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت محبوب تھا ۔

حضرت زیدؓ عرب کے ایک معزز قبیلہ بنو قضاعہ سے تعلق رکھتے تھے ۔ بچپن میں ڈاکوؤں کا ہتھا لائے اور غلام بنا کر عکاظ کے بازار میں فروخت کر دیا ۔ حضرت حکیم بن حزامؓ نے خرید کر ان کو اپنی پھوپھی حضرت خدیجہؓ کو دے دیا ۔ حضرت خدیجہؓ کے پاس وہ بہت عرصہ رہے جب حضرت خدیجہؓ کی شادی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوئی تو انہوں نے زیدؓ کو حضورؐ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا ۔ اس وقت زیدؓ کی عمر ۸ سال تھی ۔

زیدؓ کے والد کو لڑکے کے بچھڑ جانے کا بڑا قلق تھا ۔ ان کے والد حارثہؓ ان کی تلاش میں سرگرداں تھے ۔ ایک دفعہ بنی کلب کے زائرین جب حج سے واپس آئے تو انہوں نے حارثہ کو خبر دی کہ زیدؓ مکہ میں ہے ۔ حارثہ اپنے بھائی کعب بن شرجیل کو ہمراہ لے کر مکہ آئے اور آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کی کہ جس قدر معاوضہ لینا چاہیں لے لیں لیکن لڑکے کو آزاد کر دیں ۔ آپؐ نے فرمایا معاوضہ تو میں نہیں لیتا لیکن زیدؓ کو اختیار دیتا ہوں ۔ اگر وہ تمہیں اختیار کرے تو تمہارا ہے بے شک ساتھ لے جاؤ اور اگر مجھے ترجیح دے تو خدا کی قسم میں ایسا نہیں ہوں جو اپنے ترجیح دینے والے پر کسی اور کو ترجیح دوں ۔ زیدؓ کے والد نے اس شرط کو خوشی سے قبول کیا ۔ وہ جانتے تھے کہ عرب کی فطرت میں حریت ہے ۔ وہ غلامی کو قبول نہیں کرتی ۔ ان کا خیال تھا کہ ان کا لڑکا جو عرب کے معزز گھرانے سے تعلق رکھتا ہے کبھی آزادی کو غلامی پر ترجیح نہیں دے گا ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے زیدؓ کو بلوایا ۔ جب وہ مجلس میں حاضر ہوئے تو حضورؐ نے پوچھا ان بزرگوں کو پہچانتے ہو ۔ کہا ۔ ہاں یہ والد ہیں اور وہ چچا ۔ آنحضرتؐ نے زیدؓ کو ساری بات بتا کر فرمایا ۔ اب تمہیں اختیار ہے ۔ چاہو تو والد کے ساتھ چلے جاؤ اور چاہو تو یہاں میرے ساتھ رہو زیدؓ نے کہا میں آپؐ کو ترجیح دیتا ہوں ۔ آپؐ سے بڑھ کر میں کسی کو مشفق نہیں دیکھتا ۔ باپ اور چچا زیدؓ کی بات سن کر ششدر رہ گئے ۔ آنحضرتؐ زیدؓ کو لے کر کعبہ میں گئے اور فرمایا ۔ اے لوگو! گواہ رہو کہ زید آج سے میرے بیٹے ہیں ۔ میں ان کا وارث ہوں اور وہ میرے وارث ہیں زیدؓ کے والد اور چچا محبت کا یہ عجیب نظارہ دیکھ کر ایک گونہ مطمئن ہو کر چلے گئے ۔ زیدؓ اس دن کے بعد زید بن محمدؐ کہلائے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے متبنّٰی کے متعلق احکام نازل فرمائے اور آپ پھر زیدؓ بن حارثہ کہلانے لگے ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب شکور پر زیدؓ کی وفا کا جو اثر ہوا اور جس طریق پر آپؐ نے ان کی قدر دانی فرمائی وہ آنحضرتؐ کے خلقِ عظیم کا ایک ایسا باب ہے جس کی نظیر نہیں ملتی ۔

آپؐ کے اس خلق کی ایک جھلک دکھانے کے لیے کچھ واقعات لکھتا ہوں ۔

اسلام سے قبل عرب میں غلام سے بڑھ کر ذلیل و خوار کوئی نہ تھا ۔ ہندوستان میں جو مقام شودر کا ہے عرب معاشرہ میں کم و بیش یہی درجہ غلام کا تھا ۔ آزاد ہو جانے کے بعد بھی ذلت کا داغ جو غلام بن جانے سے لگ جاتا تھا دور نہ ہوتا تھا ۔ لیکن اس واقعہ کے بعد آنحضرتؐ نے زیدؓ کو وہ مقام دیا جو کسی اور کو نصیب نہ ہوا ۔ جب تک زیدؓ زندہ رہے آنحضرتؐ نے ان پر کسی اور کو ترجیح نہ دی ۔ آنحضورؐ کی چاہت کو دیکھ کر صحابہؓ میں زیدؓ کا لقب "حِبُّ رسول اللہ" یعنی "رسول خدا کا محبوب" مشہور تھا ۔

حضرت زیدؓ کی زندگی کا مقصد بھی اپنے آقاؐ کی رضامندی و خوشنودی کے سوا کچھ نہ تھا ۔ وہ حضورؐ کے ایک اشارہ پر قربان ہوتے تھے ۔ ایک روز آنحضرتؐ نے فرمایا ۔ اگر کوئی کسی جنتی عورت سے شادی کرنا چاہتا ہے تو اسے چاہیے کہ ام ایمنؓ سے شادی کرے ۔ حضرت ام ایمنؓ خاندان عبدالمطلب کی باندی تھیں ۔ بچپن میں آنحضرتؐ کی کھلائی کے طور پر خدمت بجا لائی تھیں ۔ حضور ان کو ماں کہہ کر پکارتے تھے ۔ اور بہت عزیز رکھتے تھے ۔ آنحضرتؐ کی والدہ جب مدینہ سے مکہ آتے ہوئے ابواء کے مقام پر فوت ہوئیں تو ام ایمنؓ جو اس وقت لڑکی تھیں حضورؐ کو مکہ لائیں ۔ ان کا پہلے خاوند سے ایک لڑکا تھا جس کا نام ایمن تھا وہ حبشی الاصل تھیں ۔ ناک پیچھے سے دبا ہوا تھا جس سے نتھنوں کے سوراخ اندر سے نظر آتے تھے ۔ حضورؐ نے جب یہ بات فرمائی اس وقت ام ایمنؓ کی عمر زیدؓ سے دوگنی تھی ۔ اس کے باوجود آنحضرتؐ کا اشارہ پا کر حضرت زیدؓ نے ام ایمنؓ سے شادی کر لی ۔ ام ایمنؓ کے بطن سے اسامہؓ پیدا ہوئے ۔ جو شکل و شباہت اور رنگ و روپ کے لحاظ سے والد کے مشابہ تھے ۔

حضرت زیدؓ کے اس ایثار کا صلہ آنحضرتؐ نے یہ دیا کہ ہجرت کے بعد حضرت زیدؓ کی شادی اپنی پھوپھی زاد بہن زینبؓ بنت جحش سے کر دی ۔ حضرت زینبؓ ایک معزز خاندان کی دختر تھیں اور بہت خوبصورت تھیں ۔ یہی عقد زیدؓ کے لیے وجہ افتخار تھا ۔ کیونکہ اس سے ان کا آنحضرتؐ کے خاندان کے ساتھ قرابت کا تعلق قائم ہو گیا لیکن یہ شادی کامیاب نہ ہوئی میاں بیوی کے مزاج میں موافقت نہ تھی ۔ جس کی وجہ سے نبھ نہ سکی اور طلاق ہوئی ۔

حضرت زیدؓ بہت ہوشیار اور مستعد تھے ۔ تیر چلانے میں ان کو کمال حاصل تھا ۔ غزوۂ بدر سے موتہ تک ۔ جس میں وہ شہید ہوئے ۔ جس قدر معرکے پیش آئے سب میں شریک ہوئے اور بڑی پامردی سے لڑے ۔ صرف غزوۂ مریسیع میں شامل نہ ہو سکے ۔ اس دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مدینہ میں اپنی جانشینی کا فخر عطا فرمایا ۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں ۔ جس سریہ میں حضرت زیدؓ شریک ہوتے تھے اس میں امارت کا منصب ان کو ہی عطا ہوتا تھا ۔ آنحضرتؐ کو آپؓ پر بہت اعتماد تھا ۔ جس قدر اہم معرکے پیش آئے جن میں مجاہدین کی بڑی تعداد بھیجی گئی ۔ ان میں آپؓ کو سپہ سالار بنایا گیا ۔ بالخصوص دور کے علاقوں کی مہمات آپؓ کی زیر قیادت بھجوائی جاتی تھیں ۔ ایک مہم میں کامیاب واپسی پر آنحضرتؐ نے آپ کو گلے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا ۔

آخری معرکہ جس میں آپ کو سپہ سالار بنایا گیا جنگ موتہ ہے ۔ اس جنگ کی وجہ یہ ہوئی کہ آنحضرتؐ کے سفیر حضرت حارث بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ کو جو بصریٰ کے نواب کے دربار سے سفارت کی خدمت انجام دیکر واپس آ رہے تھے ۔ شرجیل بن عمر غسانی نے شہید کر دیا یہ خبر جلد عرب میں پھیل گئی ۔ اس سے اسلامی دبدبہ اور رعب کو ضعف پہنچنے کا احتمال تھا ۔ سفیر کا قتل ویسے بھی ناقابلِ معافی جرم ہے ۔ آنحضورؐ نے مجرموں کی سزا دہی کا ارادہ فرمایا ۔ یہ مقام مدینہ سے بہت دور تھا ۔ آنحضرتؐ نے تین ہزار مجاہدین کی فوج تیار کی ۔ اس سے قبل اتنی بڑی جمعیت کسی صحابی کی قیادت میں نہیں گئی ۔ حضرت جعفرؓ بن ابوطالب جو آنحضرتؐ کے عم زاد تھے ۔ اس فوج میں شامل تھے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے قرابت کے تعلق کی بنا پر ان کا خیال تھا کہ غالباً اس لشکر کی قیادت کا شرف ان کو حاصل ہوگا ۔ لیکن آنحضرتؐ نے حضرت زیدؓ کو علم قیادت عطا کیا اور فرمایا:۔

زیدؓ شہید ہو جائیں تو جعفرؓ بن ابی طالب قیادت کریں ۔ وہ بھی شہید ہو جائیں تو ان کے بعد عبداللہ بن رواحہؓ امیر ہوں ۔

یہ مہم ستمبر ۶۲۹ء کو روانہ ہوئی ۔ مدینہ کے منافقین نے دشمن کو پہلے سے خبردار کر دیا تھا ۔ جب اسلامی لشکر معان کے مقام پر پہنچا تو مسلمانوں کو معلوم ہوا کہ قیصر نے بصریٰ کے نواب کی مدد کے لیے ایک لاکھ کی تعداد میں فوج بھیجی مسلمان شوقِ جہاد میں آگے بڑھے ۔ موتہ کے مقام پر جنگ ہوئی ۔ حضرت زیدؓ اس جنگ میں شہید ہوئے ۔ اس وقت ان کی عمر ۵۵ سال تھی ۔ ان کے بعد حضرت جعفرؓ اور حضرت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عبداللہ بن رواحہ بھی شہید ہوئے اور حضرت خالد بن ولید لشکر کو بچا لائے اس جنگ میں چودہ مسلمان شہید ہوئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اطلاع ہوئی تو آپ کو بہت صدمہ ہوا۔ آپ حضرت زیدؓ کے گھر اطلاع دینے کے لیے تشریف لے گئے۔ حضرت زیدؓ کی لڑکی سن کر رونے لگی۔ حضورؐ پر بھی رقت طاری ہو گئی حضرت سعدؓ بن عبادہؓ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہؐ یہ کیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ یہ جذبۂ محبت ہے۔ آنحضرتؐ کے دل میں زیدؓ کی جو قدر و منزلت تھی اس کی بنا پر حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اگر وہ زندہ رہتے تو آنحضورؐ اپنے بعد ان کو ہی اپنا جانشین نامزد فرماتے۔

زیدؓ کی محبوبیت کا شرف صرف انتک محدود نہیں رہا بلکہ آگے چلا اور حضرت زیدؓ کے بعد ان کے بیٹے اُسامہؓ کو بھی یہ شرف ورثہ میں ملا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس طرح اپنے عزیزوں سے محبت کرتے اسی طرح اُسامہؓ بھی آپؐ کی محبت سے حصہ پاتے تھے۔ حضرت اسامہؓ بتاتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم مجھ کو ایک زانو پر بٹھا لیتے تھے اور اور حضرت حسنؓ کو دوسرے پر اور ہم دونوں کو چمٹا لیتے تھے اور فرماتے تھے۔ اے اللہ ان دونوں پر رحمت فرما کیونکہ میں ان دونوں سے محبت کرتا ہوں۔ حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ اُسامہؓ دروازے کی دہلیز پر پھسل گئے جس سے ان کی پیشانی پھٹ گئی۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ عائشہؓ خون صاف کرو حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں مجھ کو کراہت ہوئی۔ اس پر آنحضورؐ نے خود اٹھ کر خون صاف کیا اور لعاب دہن لگایا۔

حضرت اسامہؓ کی بارگاہِ نبوت میں پذیرائی کا صحابہؓ کو احساس تھا۔ جب کوئی سفارش کرنی مقصود ہوتی لوگوں کی نظر اسامہؓ پر پڑتی۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں۔ ایک دفعہ ایک عورت نے جو قریش کے معزز گھرانے سے تعلق رکھتی تھی چوری کی۔ اس کے رشتہ دار چاہتے تھے کہ حضورؐ سے سفارش کی جائے لیکن کسی کو جرأت نہ ہوتی تھی۔ لوگوں نے کہا اسامہؓ بن زیدؓ کو کہو۔ آنحضرتؐ کو ان سے محبت ہے ان کی سفارش قبول فرمالیں گے۔ جب حضرت اُسامہؓ نے سفارش کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہوئے اور فرمایا۔ تم حدود اللہ میں کیوں سفارش کرتے ہو۔ اس کے بعد کھڑے ہوئے اور خطبہ دیا فرمایا۔ تم سے پہلے لوگوں کو صرف اس امر نے ہلاک کر دیا کہ جب ان میں سے امیر آدمی چوری کرتا تھا تو اسے چھوڑ دیتے تھے اور کمزور چوری کرتا تھا تو اس پر حد قائم کرتے تھے۔ اللہ کی قسم اگر فاطمہ بنت محمدؐ چوری کریں تو ان کا ہاتھ بھی کاٹا جاتا۔

حضرت اسامہؓ کی عمر اگرچہ چھوٹی تھی لیکن آنحضرتؐ کو ان پر اعتماد تھا۔ نازک معاملات میں ان سے مشورہ لیتے تھے۔ افک کا معاملہ جب منافقوں نے اٹھایا اور حضرت عائشہؓ پر بہتان تراشی کی تو حضورؐ نے اُسامہؓ سے بھی مشورہ کیا۔

بعض دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اچھا تحفہ آتا۔ حضورؐ اُسامہؓ کو دے دیتے ایک دفعہ دحیہ کلبی قطبان کا قیمتی کپڑا لائے۔ آپؐ نے اسامہؓ کو دے دیا۔ کچھ دنوں کے بعد پوچھا کپڑے کا کیا کیا۔ اسامہؓ نے عرض کیا بیوی کو دے دیا ہے۔ فرمایا کپڑا باریک ہے بیوی کو کہو سینہ بند بھی پہنا کرے۔

جب اسامہؓ چودہ سال کے تھے۔ آنحضرتؐ نے چند نوجوانوں کا ایک سریہ جہینہ کی طرف بھیجا اور اسامہؓ کو ان کی قیادت پر مامور فرمایا۔ اس جھڑپ کے دوران ایک شخص نہیک بن مرداس کا تعاقب کیا۔ جب قریب پہنچ گئے تو اس نے کلمہ پڑھ دیا۔ حضرت اسامہؓ نے اس کو قتل کر دیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعہ کی اطلاع ملی تو بے چین ہو گئے۔ اسامہؓ کو فرمایا۔ کیا تو نے لا الٰہ الا اللہ کہنے کے بعد اس کو قتل کر دیا؟ حضرت اسامہؓ نے کہا۔ یا رسول اللہؐ۔ اس نے محض جان بچانے کے لیے ایسا کہا تھا۔ آپؐ نے فرمایا

هَلَّا شَقَقْتَ قَلْبَهُ

کیا تو نے اس کا دل چاک کر کے دیکھ لیا تھا۔ حضرت اُسامہؓ کو بہت ندامت ہوئی۔ عرض کی یا رسول اللہ اب کسی ایسے شخص کو قتل نہیں کرونگا۔ جو کلمہ پڑھ لے۔ حضورؐ نے فرمایا میرے بعد بھی۔ عرض کی۔ ہاں حضورؐ آپؐ کے بعد بھی۔ حضرت اسامہؓ بیان کرتے ہیں کہ میرے عذر کرنے پر بھی آنحضرتؐ کا غصہ فرو نہ ہوا۔ اور حضورؐ بار بار اس جملہ کو دہراتے رہے کہ تم نے ایک شخص کو کلمہ پڑھنے کے بعد بھی قتل کر دیا۔ یہاں تک کہ مجھ کو اتنی ندامت ہوئی کہ دل میں کہنے لگا۔ کاش اس واقعہ تک میں اسلام نہ لایا ہوتا۔ تا مجھ سے یہ غلطی سرزد نہ ہوتی۔

حضرت اسامہؓ قدوسیوں کے اس لشکر میں شریک تھے جو مکہ کے لیے روانہ ہوا۔ اس وقت ان کی عمر پندرہ سال تھی۔ جب مکہ فتح ہو گیا۔ اور کسی طرف مزاحمت نہ رہی تو اس فتح عظیم کے موقع پر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے وفادار خادم زیدؓ کو یاد رکھا۔ جب آپ بیت اللہ کی طرف روانہ ہونے لگے تو آپؐ نے ان کے بیٹے اسامہؓ کو یہ اعزاز بخشا کہ ان کو اپنی سواری پر اپنے پیچھے بٹھا لیا۔ حضرت بلالؓ۔ حضرت عثمانؓ اور حضرت طلحہؓ آپؐ کے جلو میں تھے۔ خانہ کعبہ کھلنے کے بعد چاروں اصحابؓ آنحضرتؐ کے ساتھ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے اس کے بعد در بند کر دیا گیا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حج الوداع سے واپسی کے دو ماہ بعد ایک سریہ رومیوں کے مقابل پر بھیجنے کا ارادہ فرمایا۔ اس سریہ کا مقصد یہ تھا کہ اسلامی لشکر رومی علاقہ میں یلغار کرے تا سرحد فتنہ و فساد سے محفوظ ہو جائے۔ اس سریہ کی امارت آنحضرتؐ نے حضرت اُسامہؓ کے سپرد فرمائی۔ ان کی عمر اس وقت ۱۷ سال تھی اس سریہ کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے۔ آنحضرتؐ کے ارشاد پر اس سریہ میں حضرت ابوبکرؓ حضرت عمرؓ۔ حضرت عبداللہؓ بن جراح۔ حضرت سعدؓ بن وقاص اور حضرت قتادہؓ بن نعمان ایسے جلیل القدر صحابہؓ شامل ہوئے۔ اس موقع پر منافقوں کو شرارت کا موقع ہاتھ آیا۔ انہوں نے مسلمانوں میں بددلی پھیلانے کے لیے یہ بات پھیلانی شروع کی کہ اکابر صحابہؓ کی موجودگی میں ایک ناتجربہ کار نوجوان کو امارت کا منصب کیوں دیا گیا ہے۔ آنحضرتؐ اس وقت بیمار تھے۔ جب حضورؐ تک یہ بات پہنچی تو آپؐ کو بہت تکلیف ہوئی آپؐ مسجد میں تشریف لائے اور منبر پر رونق افروز ہو کر خطبہ دیا۔ آپؐ نے فرمایا۔ اگر اسامہؓ کی سرداری پر تم کو اعتراض ہے تو اس کے باپ زیدؓ کی سرداری پر بھی تم معترض تھے۔ خدا کی قسم وہ اس منصب کا مستحق تھا۔ اور وہ مجھے سب سے زیادہ محبوب تھا۔ اور اب اس کے بعد اُسامہؓ سب سے زیادہ محبوب ہے اور فرمایا تم لوگ اسامہؓ کے ساتھ بھلائی سے پیش آیا کرو کیونکہ وہ تمہارے بہتر لوگوں میں ہے۔

حضورؐ نے اپنے دستِ مبارک سے علم تیار کر کے اسامہؓ کو مرحمت فرمایا۔ لشکر روانہ ہو کر مقام جرف پر پہنچا۔ ابھی لشکر اسی مقام پر تھا کہ آنحضرتؐ کا وصال ہو گیا۔ حضورؐ کی وفات کے بعد لشکر جرف سے مدینہ آگیا اور آنحضرتؐ کی تجہیز و تکفین میں حصہ لیا اور جسم اطہر کو قبر میں اتارنے کا شرف بھی حاصل کیا۔

حضرت ابوبکرؓ خلیفہ ہوئے تو آپ نے علم دوبارہ حضرت اسامہؓ کو دے کر فرمایا۔ اللہ کی راہ میں جہاد کے لیے نکلو۔ لشکر پھر سے تیار ہونا شروع ہوا۔ اس دوران میں ملک میں شورش کی خبریں آنی شروع ہو گئیں۔ صحابہؓ نے مشورہ دیا کہ اسامہؓ کی مہم کو فی الحال روک لیا جائے اور پہلے ملک میں ابھرتی ہوئی بغاوت کو فرو کیا جائے۔ لیکن حضرت ابوبکرؓ نے اس رائے کو قبول نہ کیا۔ آپؓ نے فرمایا۔ خدا کی قسم اگر مدینہ اس طرح آدمیوں سے خالی ہو جائے۔ کہ درندے اگر میری ٹانگیں کھینچنے لگیں۔ تب بھی میں اس مہم کو نہیں روکوں گا۔ جس کو رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے روانہ فرمایا تھا۔

لشکر نے کوچ کیا تو حضرت ابوبکرؓ مشایعت کے لیے ساتھ نکلے۔ حضرت اسامہؓ گھوڑے پر سوار تھے اور آپؓ پیدل ساتھ چلتے تھے۔ اسامہؓ پر یہ بات گراں گزری۔ انہوں نے عرض کیا۔ اے خلیفۃ الرسولؐ۔ آپ بھی گھوڑے پر سوار ہو جائیں یا مجھ کو پیدل چلنے کی اجازت دیں۔ آپؓ نے فرمایا نہیں۔ اس میں کیا حرج ہے۔ اگر میں تھوڑی دیر تک راہِ خدا میں اپنے پاؤں غبار آلود کر لوں۔ اسامہؓ ارض شام میں دور تک یلغار کرتے ہوئے دمشق کے نواح تک پہنچے اور اپنے مشن کو پورا کر کے چالیس دن کے بعد واپس آئے۔ اس کامیاب مہم سے جو ایک طرح سے تسخیر شام کی تمہید تھی۔ مدینہ منورہ میں خوشی کی لہر دوڑ گئی اور ان قبائل کے حوصلے پست ہوئے جو مدینہ پر حملہ کی تیاری کر رہے تھے

حضرت ابوبکرؓ نے صحابہؓ کی معیت میں مدینہ سے باہر نکل کر حضرت اسامہؓ کا استقبال کیا۔ کچھ دنوں کے بعد جب حضرت ابوبکرؓ باغی قبائل کی سرکوبی کے لیے الابرق تشریف لے گئے تو انہوں نے حضرت اسامہؓ کو اپنے بعد مدینہ میں امیر مقرر کیا۔

آنحضرتؐ کی اُسامہؓ سے محبت کی وجہ سے صحابہؓ میں آپؓ کا بڑا احترام تھا۔ خلفاء بھی آپؓ کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ حضرت عمرؓ نے جب صحابہؓ کے وظائف مقرر کیے تو آپ کا وظیفہ اپنے صاحبزادہ عبداللہؓ کی نسبت زیادہ مقرر کیا حضرت عبداللہؓ نے وجہ دریافت کی تو حضرت عمرؓ نے فرمایا

كَانَ اَحَبَّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْكَ وَاَبُوْهُ اَحَبُّ اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ مِنْ اَبِيْكَ۔

آنحضرتؐ کو اُسامہؓ سے تم سے زیادہ محبت تھی اور اُسامہؓ کے والد آنحضرتؐ کو تمہارے والد سے زیادہ محبوب تھے۔

حضرت اُسامہؓ کسی فتنہ میں ملوث نہیں ہوئے حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد شورش زیادہ بڑھی تو آپ حضرت علیؓ اور معاویہ کی معرکہ آرائیوں میں بالکل الگ رہے۔ آپ حضرت علیؓ کو حق پر سمجھتے تھے۔ جب حضرت علیؓ کوفہ تشریف لے گئے تو آپ نے ان کو کہلا بھیجا کہ اگر آپ شیر کے منہ میں گھستے تو میں بخوشی آپ کا ساتھ دیتا۔ لیکن چونکہ میں نے آنحضرتؐ سے عہد کیا تھا کہ کسی کلمہ گو کو قتل نہیں کروں گا اس لیے مسلمانوں کی باہمی خونریزی میں حصہ لینا پسند نہیں کرتا۔ حضرت علیؓ کی شہادت کے بعد جب خلافتِ راشدہ ختم ہو گئی اور ملوکیت قائم ہوئی تو آپ کو بہت دکھ ہوا۔ آپ اپنی کوتاہی پر سخت نادم تھے۔ اور افسوس کرتے تھے۔ کہ خلافت کی حفاظت کے لیے تلوار کیوں نہ اٹھائی۔ الاستیعاب میں لکھا ہے۔

مَا مَاتَ حَتّٰى تَابَ اِلَى اللّٰهِ مِنْ تَخَلُّفِهٖ عَنْ عَلِيٍّ كَرَّمَ اللّٰهُ وَجْهَهٗ

کہ آپ اپنی اس کوتاہی پر کہ حضرت علیؓ کا ساتھ کیوں نہ دیا۔ توبہ اور استغفار کرتے تھے۔

حضرت اسامہؓ نے آنحضرتؐ کے زیرِ عاطفت پرورش پائی تھی۔ اس لیے سنتِ نبوی کی بڑی پابندی کرتے تھے۔ طبیعت میں قناعت تھی۔ بہت عبادت گزار تھے۔ سوموار اور جمعرات کو روزہ رکھتے تھے اپنی والدہ کا بڑا خیال رکھتے تھے۔ آپ کی والدہ نے ایک دفعہ کھجور کے درخت کا گودہ کھانے کی خواہش،

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی۔ کھجور کے درخت کی قیمت ان دنوں ایک ہزار درہم کے قریب تھی۔ آپ نے بلا تامل ایک درخت کو کاٹ کر گودہ پیش کیا۔ لوگوں نے افسوس کیا کہ اتنا قیمتی درخت ضائع کر دیا ہے آپ نے فرمایا میری ماں نے گودہ کھانے کی خواہش کی تھی اور یہ ممکن نہیں کہ والدہ کسی بات کی فرمائش کریں اور میں ان سے دریغ کروں۔

پیارے اطفال بھائیو

- کیا آپ پنجوقتہ نماز باجماعت ادا کرتے ہیں۔
- کیا آپ اپنے کسی بھائی سے ناراض تو نہیں ہیں

(سیکرٹری تربیت اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

قراردادِ تعزیت

بروفات حضرت سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ

"ہم ممبرات لجنہ اماء اللہ برطانیہ حضرت سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ بیگم حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب کی وفات پر انتہائی رنج والم کا اظہار کرتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ وہ حضرت سیدہ مرحومہ کو جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور ان کے درجات بلند فرمائے۔ آمین!

حضرت سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ سلسلہ احمدیہ کے ایک جید عالم اور حضرت اماں جان سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ نور اللہ مرقدہا کے بھائی حضرت میر محمد اسحاق صاحب کی صاحبزادی تھیں۔ آپ اپنی قابلِ رشک والدہ حضرت سیدہ ام داؤد صاحبہ کی طرح لجنہ کے کاموں میں بڑے شوق محنت اور جانفشانی سے حصہ لیتی رہیں۔

جس طرح حضرت سیدہ ام داؤد صاحبہ نے ایک لمبے عرصہ تک جلسہ سالانہ کے موقع پر مہمان نوازی کے انتظامات اپنے زیر نگرانی خوش اسلوبی سے سرانجام دیئے اسی طرح حضرت سیدہ نصیرہ بیگم صاحبہ نے بھی ایک لمبے عرصہ تک ناظمہ جلسہ سالانہ کی حیثیت سے خدمات سرانجام دیں اور آپ کے حسنِ انتظام کا مظاہرہ ہر جلسہ سالانہ پر ہوتا رہا۔

آپ کو قرآن کریم سے محبت تھی اور علم حاصل کرنے کا شوق تھا۔ آپ کو خدمتِ دین اور خدمتِ خلق کا جذبہ اپنے والدین سے ورثہ میں ملا تھا اور دینی خدمات میں ہی اپنی زندگی صرف کر دی۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت سیدہ صاحبہ کو اعلیٰ علیین میں جگہ دے اور آپ کی اولاد کو اپنے والدین کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!"

(ممبرات لجنہ اماء اللہ انگلستان)

ایک دردناک سانحہ

عزیزی عامر نفیس ابن ماسٹر ادریس احمد صاحب محلہ دارالعلوم وسطی ربوہ مورخہ ۲/۷ کو الیکٹرک شاک لگنے سے جاں بحق ہو گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عید کے ایک روز بعد عزیز عامر نفیس کے گھر مہمان آئے وہ مہمانوں کے لیے بوتلیں لے کر آیا اور پھر واپس کرنے گیا۔ واپسی پر گھر کی الیکٹرک بل بجائی تو وہیں سے شارٹ لگی۔ اسے جلد ہی طبی امداد کے لیے فضل عمر ہسپتال پہنچایا گیا۔ لیکن ہسپتال پہنچنے سے پہلے اپنے مولا حقیقی کے پاس جا چکا تھا۔ بچے کی والدہ پہلے ہی فضل عمر ہسپتال میں داخل تھیں اور اس حادثہ کا ان کی طبیعت پر بہت زیادہ اثر ہے۔

نماز جنازہ کے بعد بچے کو عام قبرستان میں دفن کیا گیا۔ قبر تیار ہونے پر مکرم مولوی محمد احمد صاحب ثاقب نے دعا کرائی۔ بچے کی عمر آٹھ سال تھی۔ عامر نفیس مکرم مولوی محمد یوسف صاحب استاذ جامعہ احمدیہ کا نواسہ تھا یہ بچہ شروع سے ہی اپنے نانا جان کے گھر میں رہا ہے اس کی وفات ایک دردناک سانحہ ہے احبابِ جماعت سے درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ بچے کو اپنے فضل سے جنت الفردوس کا وارث بنائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق بخشے آمین۔

سفیر الدین تنویر دارالبرکات ربوہ

(بقیہ اداریہ صفحہ ۲)

ہوتے چلے جاتے ہیں بلکہ وہ الٹا دین کو اپنی مرضی اور خواہش کے مطابق بگاڑنا شروع کر دیتے ہیں تاکہ ان کی محبتِ دنیا پر پردہ پڑا رہے اور وہ دنیا اور اس کی زینتوں میں غرق ہونے کے باوجود دیندار شمار ہوتے رہیں۔

سیدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے اقوامِ عالم کو اسی حال میں پایا کہ وہ دنیا اور اس کی زینتوں میں سر سے پاؤں تک غرق تھیں اور باایں ہمہ اپنے اپنے مذہب کی زبردست علمبردار بنی ہوئی تھیں۔ چونکہ مغربی اقوام بے پناہ مادی ترقی کی وجہ سے اس معاملہ میں بہت پیش پیش تھیں اور ان کی نقل کرتے ہوئے مشرقی اقوام بھی اسی ہلاکت خیز روش کو اپنا کر تباہی کی طرف دوڑی جا رہی تھیں۔ اس لئے آپ اپنے متبعین کو ان کی نقالی سے نہایت پرزور الفاظ میں منع فرمایا۔ آپ نے فرمایا:

"غیر قوموں کی تقلید نہ کرو کہ جو بکلی اسباب پر گر گئی ہیں اور جیسے سانپ مٹی کھاتا ہے انہوں نے سفلی اسباب کی مٹی کھائی اور جیسے گدھ اور کتے مردار کھاتے ہیں۔ انہوں نے مردار پر دانت مارے۔ وہ خدا سے بہت دور جا پڑے۔ انسانوں کی پرستش کی اور خنزیر کھایا اور شراب کو پانی کی طرح استعمال کیا اور حد سے زیادہ اسباب پر گرنے سے اور خدا سے قوت نہ مانگنے سے وہ مر گئے اور آسمانی روح ان میں سے ایسی نکل گئی۔ جیسا کہ ایک گھونسلا سے کبوتر پرواز کر جاتا ہے۔ ان کے اندر دنیا پرستی کا جذام ہے جس نے ان کے تمام اندرونی اعضا کاٹ دیئے ہیں۔ پس تم اس جذام سے ڈرو۔" (کشتی نوح)

دنیا پرستی کے جذام سے بچانے کی غرض سے آپ نے اپنے متبعین کے لئے یہ لازمی قرار دیا کہ وہ دین کو دنیا پر بہرحال مقدم رکھیں گے اور کوئی ایک قدم بھی ایسا نہیں اٹھائیں گے جو قال اللہ اور قال الرسول کے خلاف ہو۔ آپ نے ان سے یہ عہد لیا کہ وہ دین، دین کی عزت اور ہمدردی کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر ایک عزیز سے عزیز تر عزیز سمجھیں گے۔ اس عہد کو نبھانے کے نتیجہ میں ہی ہمیں دنیا پرستی کے جذام سے بچنے اور بچے رہنے کی توفیق ملتی چلی آ رہی ہے۔ اس عہد کو نسلاً بعد نسلٍ پوری مستعدی سے نبھاتے چلے جانا ہماری ایک اہم اور بنیادی ذمہ داری ہے۔ ہمیں اللہ اپنے فضل سے اس کی توفیق عطا فرما کر دین میں بگاڑ پیدا کرنے والی ہر برائی سے محفوظ رکھے۔ آمین

ولادت

میرے بیٹے محمد ایوب کھوکھر کو مورخہ ۳/۷/۸۴ بروز بدھ اللہ تعالیٰ نے ایک بیٹی کے بعد پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ الحمد للہ۔

احباب جماعت کی خدمت میں درخواست ہے کہ دعا کریں اللہ تعالیٰ نومولود کو صحت و تندرستی والی لمبی عمر کے ساتھ والدین و اہل خاندان کے لیے آنکھوں کی ٹھنڈک کا باعث بنائے نیز سلسلہ عالیہ احمدیہ کے لیے درخشندہ ستارہ بنائے آمین ثم آمین۔

(محمود احمد کھوکھر ۲/۳ راجہ مارکیٹ کالج روڈ ربوہ)

اعلان دارالقضاء

مکرمہ صغریٰ بیگم صاحبہ بیوہ مشتاق احمد صاحب مبارک دھارووال ضلع گجرات نے درخواست دی ہے کہ خاوند مرحوم کے نام قطعہ ۳۳/۲۹ محلہ دارالعلوم شرقی ربوہ الاٹ شدہ ہے مرحوم کے مندرجہ ذیل ورثاء بھی اس بات پر راضی ہیں کہ قطعہ مذکورہ ترکہ مشتاق احمد صاحب مبارک مرحوم ان کے والد مکرم فتح عالم صاحب سکنہ دھارووال ضلع گجرات کے نام منتقل کر دیا جائے تاکہ وہ فروخت کر کے مرحوم کا حصہ جائیداد ادا کر سکیں۔ اگر قطعہ ۳۳/۲۹ محلہ دارالعلوم شرقی ترکہ مشتاق احمد صاحب مبارک مرحوم مکرم چوہدری فتح عالم صاحب والد مرحوم کے نام انتقال کیا جانے پر کسی وارث یا غیر وارث کو کوئی اعتراض ہو تو بیس یوم کے اندر اطلاع دے۔

(ناظم دارالقضاء)

ہر صاحبِ استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ الفضل خود خرید کر پڑھے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کا انٹرویو ۲۷ اگست کو ہوگا

امسال جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے واقفین زندگی طلباء کا تحریری ٹسٹ انشاء اللہ ۲۷ اگست، طبی معائنہ ۲۸ اگست اور انٹرویو ۲۹ اگست ۱۹۸۴ء کو ہوگا۔ لیکن داخلہ کے لئے درخواستوں کے موصول ہونے کی آخری تاریخ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء مقرر کی گئی ہے۔

اس لئے جو طلباء زندگی وقف کر کے اس سال جامعہ احمدیہ میں داخل ہونا چاہتے ہیں۔ وہ ۳۱ جولائی ۱۹۸۴ء سے پہلے اپنی درخواستیں مقامی جماعت کے امیر یا صدر صاحب کی معرفت وکالت دیوان تحریک جدید ربوہ کو بھجوا دیں۔ جنہوں نے پہلے درخواستیں دی ہوئی ہیں وہ فوری طور پر اپنے نتیجہ امتحان کی اطلاع دیں۔

جامعہ احمدیہ میں داخلہ کے لئے تعلیم کم از کم میٹرک سیکنڈ ڈویژن (۴۵ فیصد نمبر ہونا ضروری ہے)

ایف۔ اے۔ بی۔ اے اور ایم۔ اے پاس نوجوان بھی داخل کئے جاتے ہیں۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

پنجاب یونیورسٹی میں داخلے

مورخہ یکم جولائی سے جامعہ پنجاب کے مختلف شعبہ جات میں ایم اے۔ ایم ایس سی اور بی فارمیسی کے داخلے شروع ہیں۔ ایم اے۔ ایم ایس سی کے داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ ۲۴ جولائی ۱۹۸۴ء ہے اور شعبہ بی۔ فارمیسی میں داخلہ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ مورخہ ۱۵ جولائی ہے۔ داخلہ فارم مع پراسپکٹس متعلقہ شعبہ جات سے دستیاب ہیں مزید معلومات کے لیے مندرجہ ذیل پتہ پر رجوع کریں۔

۱۔ محمد اعزاز نوید۔ (بی فارمیسی تھرڈ پروفیشنل) معرفت آر۔ ۱ سے ملک اینڈ کمپنی ۲۶۔ شاہراہ قائداعظم لاہور

۲۔ نوید نذیر (شعبہ فارمیسی فسٹ پروفیشنل) روم نمبر ۱۲۱ ہوسٹل نمبر ۱ نیو کیمپس پنجاب یونیورسٹی

۳۔ اخلاق قریشی شعبہ شماریات کمرہ نمبر ۲۰ ہوسٹل نمبر ۱۱ پنجاب یونیورسٹی

موسم گرما کی تعطیلات اور وقفِ عارضی

پروفیسرز، اساتذہ اور طلبہ کیلئے خدمتِ دین کا سنہری موقعہ

قدرت ثانیہ کے مظہر سیدنا حضرت مرزا ناصر احمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

"میں طالب علموں سے خاص طور پر کہتا ہوں کہ چونکہ گرمیوں کی چھٹیاں آرہی ہیں۔ وہ ضرور وقفِ عارضی پر جائیں۔ اُن کا علم بڑھے گا۔ وہاں کے لوگوں کے لیے انہیں نمونہ بننے کی کوشش کرنی پڑے گی۔ اور نوجوان اُن کے لیے نمونہ بنیں گے تو ان پر بڑا اثر ہوگا۔"

آج کل اکثر سکول اور کالج موسم گرما کی تعطیلات کی وجہ سے بند ہیں۔ پروفیسر صاحبان، لیکچرار حضرات، اساتذہ کرام اور طلبہ سے گزارش ہے کہ وہ اس سنہری موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کم از کم پندرہ دن خدمت دین کے لیے اپنے رب کے حضور پیش فرمائیں۔ اور وقف عارضی کی مبارک تحریک پر والہانہ لبیک کہتے ہوئے اپنے فارم پُر کر کے جلد از جلد دفتر ہذا کو بھجوائیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ ہو۔ آپ کی اس قربانی کو قبول فرمائے اور بہتر سے بہتر رنگ میں خدمتِ دین کی توفیق بخشے۔

(ایڈیشنل ناظر اصلاح وارشاد (تعلیم القرآن) ربوہ)

کیا آپ نے اپنے پیارے امام کی آواز پر

لبیک کہنا شروع کر دیا ہے

پیارے بچو! ہمارے پیارے اور جان سے بھی زیادہ عزیز آقا نے ہمیں دعاؤں کی تلقین کی ہے۔ ٹوپی پہننے کی نصیحت کی ہے، جھوٹ نہ بولنے اور کسی کو گالی نہ دینے کا ارشاد فرمایا ہے۔

کیا آپ نے عمل کرنا شروع کر دیا ہے۔

(ایڈیشنل سیکرٹری عمومی مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

اے میرے اہلِ وفا
سُست کبھی گام نہ ہو

ہمارے پیارے آقا کی ایک بہت ہی پیاری یہ نصیحت بھی ہے۔ اس لئے پیارے اطفال بھائیو! آپ پہلے سے بڑھ چڑھ کر دینی کاموں میں حصہ لیں۔ اور نمازیں پڑھیں، تلاوت قرآن کریم کریں اور اپنے اللہ سے بہت پیار کریں۔

(ایڈیشنل سیکرٹری عمومی مجلس اطفال الاحمدیہ مرکزیہ)

الفضل کی اشاعت پندرہ بیس ہزار تک پہنچایئے!

چلنے کا نہیں دوڑنے کا وقت ہے

امام ہمام ایدہ اللہ نے "الفضل" کی اشاعت ۱۵-۲۰ ہزار تک بڑھا دینے کا ارشاد فرمایا ہے۔ تمام عہدیداروں کو یہ ارشاد پورا کرنے کے لیے دن رات مستعد ہو جانا چاہیئے۔ اب چلنے کا نہیں دوڑنے کا وقت ہے۔ تمام عہدیدارانِ جماعت "الفضل" سے تعاون کریں۔ آپ کے تعاون سے ہی یہ مرحلہ سر ہو سکتا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ کو توفیق دے کہ اپنی اس ذمہ داری کو پورا کر سکیں۔ (مینیجر الفضل ربوہ)

ضروری اطلاع

اقصیٰ چوک ربوہ میں حضرت حکیم نظام جان مرحوم کے مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ) پر حکیم محمد احمد صاحب باقاعدگی سے خدمت کے لئے حاضر ہوتے ہیں۔

زیر نگرانی: حکیم عبدالحمید ابن حکیم نظام جان

داخلہ شروع ہے!

الیکٹریشن اور ریفریجریشن اینڈ ایئر کنڈیشننگ

ٹریڈز میں داخلہ شروع ہے۔ کلاسز ۷/۷/۸۴ سے شروع ہوں گی۔ امتحان پنجاب بورڈ آف ٹیکنیکل ایجوکیشن لاہور لیتا ہے اور وہی سرٹیفکیٹ جاری کرتا ہے۔ بس کارڈ بھی بنوا کر دیا جاتا ہے۔

التشفیق ٹیکنیکل ٹریننگ سنٹر۔ ربوہ

لیڈیز پرس
کی عمدہ ورائٹی ہمارے ہاں دستیاب ہے
پروپرائٹر:۔ نعیم احمد کھوکھر

نعیم جنرل سٹور
مین بازار شیخوپورہ